مقالات و مضامین

قسط (۱)

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ کی

علمی، تحریری، تصنیفی، اشاعتی، تعلیمی خدمات

مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی ❖

قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ علم کا ایک دریا ناپید کنار تھے، جس کی جولانیوں سے بے شمار علمی چشمے جاری ہوئے اور نہ جانے کب کب کی پیاسی، کس قدر وسیع زمینیں اس سے سیراب ہوئیں۔

حضرت مولانا کی تحریروں میں گاگر سے ساگر نکالنے کا ہمیشہ اظہار ہوا اور تفہیم کے ساتھ ساتھ تدبر، تفکر، تعقل، اس کا نشان امتیاز تھے اور مدرسۂ دیوبند دارالعلوم کے اس وقت کے بافیض اساتذہ اور اہل علم وکمال نے، اس دریا کے ساتھ اپنے علم کے چشموں کو ہم آہنگ کرلیا، تو کیفیت ہی کچھ اور ہوگئی تھی۔ یہ فیضان علوم، آگے بڑھتا، فکر وعمل کے آفاق روشن کرتا، خدمت اسلام کے لئے نئے راستے تلاش کرتا، ایک بحر بے پایاں اور ابر رحمت کی طرح دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر برسا اور اس کے فیضان سے، ہر جگہ نئے گلستاں آباد ہوئے، خدمت علم ودین کی نئی فصلیں تیار ہوئیں، جو نئے خوش رنگ برگ وبار لائیں، ان سے فضائیں پر بہار ہوتیں، خوشبو پھوٹتی، دین زندہ ہوتا اور علم وعمل کی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں، جہاں بھی تیرگی کا بسیرا تھا، روشنی کی کرنیں نظر آنے لگیں۔ وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء.

جب حضرت مولانا کے متوسلین ومتعلقین کے کمالات کی یہ بہار تھی تو ان کے گھر میں اس سے چراغاں کیوں نہ ہوتا، حضرت مولانا کے فرزندار جمند، جنہوں نے اپنے والد کے کمالات کو خود ان کے آثار سے اخذ کیا اور علم دین کی گہرائیوں کو، بطور خاص حضرت مولانا گنگوہیؒ کی صحبت میں بیٹھ کر جذب کیا تھا، اسباق حدیث حضرت مولانا گنگوہیؒ سے پڑھے اور فقہ وفتاویٰ کی مہارت بھی وہیں سے حاصل کی، حضرت مولانا اگرچہ تفقہ میں مرتبہ عالی رکھتے تھے، مگر مقدر یہ تھا کہ ان کی زندگی کا بڑا حصہ، مدرسۂ دیوبند کی توسیع

❖ مدیر سہ ماہی ''احوال وآثار'' وناظم نورالہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

وترقی کی نذر ہوا اور انتظامی امور میں گزرے۔

مولانا حافظ احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادے عطا کئے، مولانا محمد طاہر صاحب اور مولانا قاری محمد طیب صاحب دونوں ہی علم وقلم کے شہسوار اور فکر وتعقل میں اپنے بزرگ دادا کے بڑی حد تک قائم مقام تھے، اگرچہ ان دونوں صاحبان نے حضرت مولانا کی طرح تقابل ادیان کے مباحث، الٰہیات اور شریعت اسلامی کے احکام ورموز کی فلسفیانہ تعبیر اور نئے دور کے لئے اسلامی تعلیمات کی عقلی تشریح اور مناظروں کو اپنا کامل محور نہیں بنایا، مگر پھر بھی دادا کے علوم ونظریات کی خوب خوب ترجمانی کی اور ان کو بہتر سے بہتر طریقہ پر پیش کرنے میں اپنے معاصرین سے فائق اور ممتاز رہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے فرزند عطا کئے، جنہوں نے قاری صاحب کی جوئے علم سے اپنی پیاس بجھائی اور ان کے رنگ وآہنگ کو بڑی خوبصورتی اور دانائی کے ساتھ باقی رکھنے کی کوشش کی، جن میں سے بڑے اور اس وقت موضوع گفتگو شخصیت، مولانا محمد سالم ہیں۔ یہاں مولانا محمد سالم صاحب قاسمی کے چند علمی تصنیفی تحریری کمالات وخدمات کے حوالہ سے چند سطور حاضر ہیں:

مولانا محمد سالم قاسمی صاحب (ولادت: ۲۲؍جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ/ ۸؍جنوری ۱۹۲۶ء۔ وفات: ۲۶؍رجب ۱۴۳۹ھ/ ۱۴؍اپریل ۲۰۱۸ء)

مولانا نے جیسا کہ اس وقت پرانے علمی خاندانوں میں معمول تھا، اپنے اہل خاندان اور بزرگوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ ہوا اور علمی ترقی کی منزلیں چڑھتے، آگے بڑھتے، اختتام کے مرحلہ تک پہنچ گئے۔

مولانا محمد سالم صاحب نے قاری طیب صاحب کے دامن عاطفت میں نشوونما پائی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے ابتدائی کتابوں، خصوصاً میزان ومنشعب کی بسم اللہ کرائی، دارالعلوم کے باکمال بافیض اساتذۂ کرام کی خدمات میں زانوئے تلمذ طے کیا، حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے بخاری شریف پڑھی، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت ہوئے، روحانی فیض پایا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سے قلبی رشتہ جڑا رہا اور اجازت حدیث سے نوازے گئے۔

مولانا میں ان کمالات کی آویزش وتراوش، ان کے اساتذہ اور مرشدین کے فیضان وعرفان کا حصہ ہے، مولانا، جس دور اور جن اصحاب کے پروردہ اور تربیت یافتہ تھے، ان کی صحبتوں سے ایسے ہی چمنستاں کھلتے تھے اور ایسی ہی بہاریں نظر فروز ہوتی تھیں۔

اب کہاں وہ علمی ماحول اور کہاں وہ علمی آفتاب وماہتاب کہ جن کے فیض صحبت سے سنگریزے بھی

چمک اٹھتے اور مشعلوں کی طرح روشنی دینے لگتے تھے۔ نہ اب ویسے پڑھنے والے رہے نہ پڑھانے والے، نہ اخذ واستفادہ کرنے والے اور نہ اپنی توجہات سے دوسروں کو مالا مال کردینے والے، وہ اک دور تھا جو گزر گیا، وہ اک شام بہاراں تھی جو غروب ہوگئی، افسوس!

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

اس لئے اب امید ہی نہیں کہ ایسے افراد اور ایسی متنوع خدمات انجام دینے والے وجود میں آئیں گے۔ بہر حال، مولانا نے جو کچھ پڑھا تھا، اس کو پختہ کرنے اور آگے بڑھانے کے لئے سرگرم عمل ہوئے، اور ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک، مجالس درس آراستہ کیں اور اس میں فضل وکمال کے موتی لٹائے۔

درس وتعلیم، محاسن وکمالات، رواداری، زبان کی احتیاط اور مکارم اخلاق میں ممتاز تھے۔ مولانا نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ، تقریباً ساٹھ سال، علم ودین کی گوناگوں اور ہشت پہل خدمات کی نذر کئے۔ تدریس، تعلیم، علم وافادہ، تحریر وتصنیف، تقریر وخطابت، نشر واشاعت اور مختلف علمی فکری کاموں کی منصوبہ بندی کی اور ان کو عمل میں لانے کی جدوجہد میں مصروف رہے اور لوگوں تک دین کی باتیں پہنچانے کے لئے تقریر وخطابت کا انتخاب کیا۔ اگر چہ بعد میں خطابت وتقریر ہی مولانا کی اصل پہچان اور امتیاز بن گئی تھی، لیکن شروع سے ایسا نہیں تھا، آغاز کار میں حضرت مولانا اول درجہ کے مدرس، محنتی استاذ اور اسباق کی ایسی پابندی کرنے والے تھے کہ بایدوشاید!

مولانا کا ایک امتیاز جو مولانا کے متعدد شاگردوں سے معلوم ہوا، جنہوں نے مولانا سے کئی کئی کتابیں خصوصاً مشکوٰۃ پڑھی ہے یہ ہے کہ مولانا درسگاہ میں ہمیشہ گھنٹہ بجنے کے ساتھ پہنچتے تھے، درس گاہ پہنچ کر، پانچ منٹ انتظار کرتے تھے کہ وہ طلباء جن کو اور اسباق میں جانا ہے، نکل جائیں، جن کو آنا ہے وہ آجائیں، اس لئے گھنٹہ کے ٹھیک پانچ منٹ بعد، درسگاہ میں داخل ہوتے اور اسی طرح گھنٹہ سے پانچ منٹ پہلے سبق ختم کردیتے تھے، کبھی اس معمول میں تخلف نہیں ہوا۔

درس وتعلیم کے ساتھ ساتھ دینی خدمات میں بھی بڑی استقامت اور دانشوری سے حصہ لیتے رہے، بلکہ کہنا یہ چاہئے کہ جو باتیں دارالعلوم دیوبند کے وابستگان کا امتیاز اور پہچان تھیں، ان سب ہی میں اپنی لیاقت اور خاندانی نسبت کے نقش جمائے اور تحریر وتصنیف سے اشاعت وطباعت تک، ہر ایک میدان میں قدم بڑھائے اور اس طرح بڑھائے کہ ان کی افادیت اور وزن محسوس کیا گیا، ان کے ذریعہ سے فکر وخیال کی دنیا وسیع ہوئی، علم وعمل میں تابندگی آئی اور سوچنے اور غور کرنے والے دماغوں کو، اپنے سوالات کے جوابات ملے اور ذہنی آسودگی نصیب ہوئی۔

مولانا نے ان کاموں کو جس توجہ، اہتمام اور تسلسل سے کیا، وہ بھی اپنے آپ میں ایک بڑی بات اور سبق حاصل کرنے کی چیز ہے۔

مولانا کی اور خدمات کا تو دوسرے اہل علم وقلم احوال سنائیں گے، میں مولانا کی زندگی کے صرف دو تین علمی پہلوؤں کی جانب کچھ اشارہ کرنا چاہتا ہوں، درس وافادہ، سلوک ومعرفت اور وعظ وخطابت کے علاوہ بھی مولانا کے خدمات کے کئی پہلو ہیں۔

مولانا نے دارالعلوم کی قدیم علمی روایات اور میراث میں سے، تحریر وتصنیف، تقریر وخطابت کے علاوہ، اپنے عہد کے نوجوانوں اور باذوق افراد کی ذہنی آبیاری اور تربیت اور ان لڑکیوں اور بچیوں کی جو اچھی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھیں، کشادہ قلبی کے ساتھ رہنمائی اور ان کی لئے ایک ایسے راستہ کی تعیین، جس پر چل کر، وہ بلاشبہ کامیاب ہوسکتی تھیں اور خوب ہوئیں۔

(۱) مولانا محمد سالم صاحب نے تین بڑے کام کئے، تین متحرک وفعال ادارے قائم کئے اور تعلیمی خدمات انجام دیں، جن میں سے ہر ایک، اپنے آپ میں قابل تذکرہ اور بڑا کارنامہ ہے۔ یہ ہیں ادارۂ تاج المعارف اور مجلس معارف القرآن اور جامعہ دینیات اردو کا قیام! مولانا کا سب سے بڑا طویل المیعاد پروگرام ادارہ تاج المعارف کا تھا۔

ادارہ تاج المعارف

(۲) مولانا نے سب سے پہلے ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۴ء میں ایک بڑے تصنیفی اشاعتی ادارہ کے قیام کا ارادہ کیا، منصوبہ بنایا اور اس کو تاج المعارف کے نام سے موسوم کیا، اس کی تشکیل وآغاز کے اعلان کے ساتھ ہی آئندہ سات سالوں میں اس کی متوقع خدمات اور اشاعتوں کا خاکہ شائع کردیا تھا۔

تاج المعارف کی پہلی کتاب جو وقت کی ضرورت کے لحاظ سے بڑی برمحل تھی، اسلام اور فرقہ واریت کی اشاعت تھی، اس کے بعد، تاج المعارف کی مطبوعات کا سلسلہ اس طرح آگے بڑھا:

۱۹۵۴ء کی طباعتیں

اسلام اور فرقہ واریت	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مارچ
مشاہیر امت	〃 〃	جون
روایات الطیب	〃 〃	ستمبر
شان رسالت	〃 〃	دسمبر

۱۹۵۵ء کے لئے کتابیں

فلسفۂ نماز	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مارچ
سائنس اور اسلام	// //	جون
شرعی پردہ	// //	ستمبر
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	// //	دسمبر

۱۹۵۶ء کے لئے منتخب تالیفات

التشبہ فی الاسلام [حصہ اول]	حضرت حکیم الاسلام مدظلہ	مارچ
التشبہ فی الاسلام [حصہ دوم]	// //	جون
سوانح ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	مولانا گیلانیؒ	ستمبر
مقالات اکابر دارالعلوم دیوبند	مرتبہ مولانا محمد سالم صاحب	دسمبر

۱۹۵۷ء کے لئے کتابیں

اصول دعوت اسلام اور اسلام میں دعا کی اہمیت	مولانا قاری محمد طیب صاحب مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی	مارچ
ملاقات طیبات [حصہ اول]	مولانا قاری محمد طیب صاحب	جون
اسلام میں مشورہ کی اہمیت	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	ستمبر
عالمی مذہب اور مقالات طیبات [حصہ دوم]	مولانا قاری محمد طیب صاحب	دسمبر

مطبوعات برائے ۱۹۵۸ء

علم غیب اور اسلامی آزادی	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مارچ
خاتم النبیین اور مسئلہ تقدیر	مولانا قاری محمد طیب صاحب	جون
سیرت صدیق رضی اللہ عنہ	مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی	ستمبر
اسلام اور مغربی تہذیب [حصہ اول]	مولانا قاری محمد طیب صاحب	دسمبر

مطبوعات ۱۹۵۹ء

اسلام اور مغربی تہذیب [حصہ دوم]	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مارچ
کلمۂ طیبہ	// //	جون
آفتاب نبوت [حصہ اول]	// //	ستمبر
آفتاب نبوت [حصہ دوم]	// //	دسمبر

مطبوعات ۱۹۶۰ء

شہید کربلا اور یزید	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مارچ

تاج المعارف کا یہ سلسلۂ طباعت واشاعت ۱۹۶۰ء کے بعد بھی، نو دس سال تک جاری رہا، جس سے عمدہ اور مفید کتابیں شائع ہوتی رہیں، مجھے اس کے بعد کی تمام مطبوعات کا تو علم نہیں، لیکن جن کتابوں کا علم ہے، وہ تقریباً تمام ہی اسی معیار اور اسی درجہ کی تھیں، ۱۹۶۰ء کے بعد کی مطبوعات میں سے دو کتابوں کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے، ایک ''فطری حکومت'' جو مولانا قاری محمد طیب کی مشہور تالیف ہے، جس میں اسلامی نظام حکومت کی ترتیب اور ضوابط واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ کتاب دو اشاعتوں میں مکمل ہوئی تھی۔

اس سلسلہ اشاعت کے تحت جون ۱۹۶۰ء میں ''حدیث رسول کا قرآنی معیار'' اور ''اجتہاد تقلید'' سامنے آئیں اور اسی میں ''اسلام میں مشورہ کی اہمیت'' شائع کی گئی۔ ان کے علاوہ مختلف علماء کی نئی پرانی مطبوعات سامنے آتی رہیں، یہ سلسلہ اسی سہ ماہی اشاعتوں کی ترتیب سے، تقریباً ۱۹۷۰ء تک جاری رہا، اور اس کے تحت تقریباً ستر (۷۰) کتابیں شائع ہوئیں، جس میں سے اندازاً چالیس سے زیادہ کتابیں میری نظر سے گذری ہیں۔

تاج المعارف کی مطبوعات میں سے چند کتابوں نے بہت مقبولیت حاصل کی اور ان کے تین تین، چار چار یا اس سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے مگر ۱۹۷۰ء کے بعد اس کی کسی اشاعت کا سراغ نہیں ملا اور اگرچہ تاج المعارف کی مطبوعات میں حضرت مہتمم صاحب کی کتابیں بہت واضح اور بڑی تعداد میں نظر آتی ہیں، لیکن مہتمم صاحب کے علاوہ اور حضرات کی کتابیں بھی چھپتی رہیں، یہ تقریباً سولہ سال تک مرتب انداز میں سلیقہ سے چلتا رہا، جو مولانا سالم صاحب کی قوت ارادی، حسن انتظام اور فکر مسلسل کا اثر اور نتیجہ ہے۔

تاج المعارف کی مطبوعات میں سے ایک پیش کش کی، آج کل کے حالات میں بار بار یاد آتی ہے، یہ مولانا احمد، ایم۔اے کی مفید تالیف ''مسلم حکومتوں کی رواداری'' ہے۔ فطری حکومت کی طرح یہ بھی دو قسطوں میں چھپی، فطری حکومت ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی، اور ''مسلم حکومتوں کی رواداری'' کی دونوں قسطیں ۱۹۶۵ء میں۔

یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی، اچھی مستند تالیف ہے، یہ اپنی اشاعت کے وقت بھی بہت مفید تھی اور آج بھی اس کی افادیت میں کمی نہیں آئی، اس وقت بھی ضرورت کا احساس تھا اور آج بھی ہے کہ اس کو سلیقہ سے عمدہ چھاپ کر، تمام پڑھے لکھے نوجوانوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جائے، اس کا ہندی اور مقامی زبانوں میں ترجمہ ہوا، جس سے پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام حکومت کس قدر منصفانہ اور روادارانہ تھا، کتاب کے مرتب نے اس کے لئے بہت محنت سے معتبر حوالے تلاش کئے اور اس کتاب کو مفید سے مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔

ان مطبوعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سالم صاحب نے ادارۂ تاج المعارف میں اسلامی، دینی، احکام کی تعلیم وتبلیغ، بزرگوں کے واقعات وقصص کی ترتیب، عبادات واعمال کی حکمت ومصلحت اور فہم دین کے لئے، عمدہ مگر مختصر کتابوں کی تالیف واشاعت کے ساتھ اور عنوانات کو بھی پیش نظر رکھا، جس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کی پہلی اشاعت ''روایت الطیب'' تھی، جس میں مولانا قاری طیب صاحب نے اس دور کی ایک ممتاز شخصیت، امیر شاہ خاں خورجوی جو خورجہ میں رہتے تھے، جو مینڈھو کے رہنے والے نیز حضرت حاجی امداداللہ، حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے علاوہ، اس دور کے بہت سے اکابر وعلماء بزرگوں کے دیکھنے جاننے والے تھے، اس سلسلہ کے سینکڑوں معاملات وواقعات، خان صاحب کو نوکِ زبان تھے، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی نے امیر شاہ صاحب سے منقول ومروی بہت سی روایتوں کو، مولانا حبیب احمد کیرانوی کے ذریعہ سے جمع اور قلم بند کرایا تھا، اسی سلسلہ کی کچھ اور روایتیں، مولانا قاری محمد طیب صاحب نے محفوظ کی تھیں، جو اس سلسلہ کی روایات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے۔

تاج المعارف نے اسی طرز پر واقعات وقصص اور احوال سلف پر مختصر مگر مفید مجموعے شائع کر کے، عام لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا اور اسی سلسلۂ تالیف واشاعت میں، مسلم حکومتوں کی رواداری جیسی خالص سنجیدہ اور علمی کتابیں بھی چھاپیں، جن کا وزن اور افادیت آج بھی ویسی ہی ہے، جیسی اشاعت کے وقت تھی۔

(۳) مجلس معارف القرآن: تاج المعارف سے اشاعت وطباعت کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی درمیان مولانا نے ایک اور بڑے علمی کام کا ارادہ کرلیا، یہ مجلس معارف القرآن کا قیام تھا، جس کو خصوصاً قرآن پاک کی خدمت واشاعت اور ان سے متعلق موضوعات ومباحث اور عنوانات کی تحقیق وجستجو، تالیف وکتابت اور اشاعت وطباعت کے لئے تیار کرنا تھا، اس کو مولانا نے مجلس معارف القرآن یا اکیڈمی قرآن عظیم کے نام سے موسوم ومشتہر کیا تھا۔ اس کے لئے چند علماء کی نگرانی میں کام کرنے والوں کی، ایک ٹیم بھی فراہم کرلی گئی تھی، جس میں:

(۱) مولانا عبدالرؤف عالی۔ مؤلف معارف المشکوۃ وغیرہ
(۲) سید محبوب حسن رضوی، نگراں محافظ خانہ (Record room) دارالعلوم دیوبند
(۳) مولانا مفتی ظفیر الدین، مرتب مخطوطات دارالعلوم ومرتب فتاویٰ دارالعلوم وغیرہ

ان تینوں کے علاوہ دوتین صاحبان اور بھی تھے جو اس کی علمی نگرانی وسرپرستی کررہے تھے، چار پانچ فاضل ذی استعداد نوجوان علماء بھی اس کی تیاری اور کاموں کے لئے منتخب کرلئے گئے تھے، رکھ لئے گئے تھے۔ اس کے لئے کام بھی شروع ہوگیا تھا، غالباً دوتین جلدوں کا ابتدائی مواد بھی فراہم کرلیا گیا تھا، ان کی تسوید وتکمیل باقی تھی، قرآن کریم کی چودہ سوسال میں جو خدمات انجام دی گئیں، ان کا تفصیلی جائزہ، پیش نظر تھا۔

اکابر دیوبند کی قرآنی تحقیقات اور ان کے نقوش علم وحکمت کو مرتب وآراستہ کرکے، اس وقت کی ضرورتوں کے مطابق اور نئے تعلیم یافتہ اور مغربی افکار وفلسفہ سے متأثر، نوجوانوں کے سوالات اور ان کی ذہنی گرہوں کو کھولنے کے لئے، خاص طرز سے مرتب کرکے پیش کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، جس کے تحت ایک بہت بڑا اور عظیم الشان منصوبہ، ایک جامع قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی جمع وتدوین تھی، منصوبہ کے مطابق، دس بارہ بڑی جلدوں میں اس کی ترتیب واشاعت متوقع تھی۔

اس دائرۃ المعارف کی وسعت وجامعیت کا اس سے اندازہ کیجئے، کہ اس کا ابتدائی منصوبہ سولہ ابواب پر مشتمل، سو سے زائد فصلوں کا جامع اور پانچ سو سے زیادہ ذیلی عنوانات کا حامل تھا، مکمل ہوگیا تھا۔ اس کے متعلق مجلس معارف القرآن کے تعارفی کتابچہ میں، مولانا سالم صاحب کی جانب سے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ اس کا ہر باب ایک مستقل موضوع تحقیق ہے۔ مولانا نے لکھا ہے:

''تاحال قرآنی دائرۃ المعارف کا یہ خاکہ ۱۶؍ابواب، سو سے زائد فصلوں اور پانچ سو سے زائد ذیلی عنوانات تک پہنچ چکا ہے، اس کا ہر باب ایک موضوع تحقیق ہے، ہر فصل کا ایک عنوان کتاب اور ہر ذیلی سرخی مستقل مبحث کی حیثیت رکھتی ہے، قرآن کی ہمہ گیر علمی خدمات کے طویل الذکر خاکے کو مجلس کے عزائم کے آئینہ دار اور اس کے مقاصد عالیہ کا عکاس، اگر کہا جائے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا''

مجلس معارف القرآن نے اس دائرۃ المعارف کو کس بڑے پیمانے اور جامعیت کے ساتھ مرتب کرنا شروع کیا تھا، اس کے اجمالی اندازے کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ مجلس معارف القرآن کی مطبوعات میں سے ایک ممتاز ومعروف تالیف، جو جائزہ تراجم قرآنی کے نام سے شائع ہوئی، اس دائرۃ المعارف قرآنیہ کے، پانچویں باب کی تیسری فصل کا کچھ حصہ ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس کے مقاصد اور منصوبوں میں جو اہم عنوانات اور شامل تھے، ادارۂ معارف القرآن نے جن چند کتابوں کی تالیف کا ارادہ اور اس کے لئے علمی تیاری کی تھی، ان میں صرف پانچ کتابوں کے نام پیش کئے جارہے ہیں، جس سے اس منصوبہ کی وسعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، کاش یہ منصوبہ ارادہ کے مطابق پروان چڑھتا تو اس کے حوالہ سے کیسے کیسے نادر عنوان اور علم کے خزانے ہاتھ آتے، مگر: کان أمر اللّٰہ قدراً مقدوراً

(۱) انڈکس تصانیف علمائے دیوبند، اردو
(۲) انڈکس علوم قرآن (بہ ترتیب حروف تہجی، اردو)
(۳) انڈکس مصنفات قرآن، اردو فارسی، عربی (اردو)
(۴) قرآن ایک نظر میں (اردو)
(۵) قرآن وانجیل کا ایک تقابلی مطالعہ (اردو)(۱)

مجلس معارف القرآن نے اپنے ابتدائی نظام اشاعت میں جو عمدہ کتابیں مرتب کرائیں اور شائع کیں ان میں سے ایک مولانا قاری محمد طیب صاحب کی: ''دینی دعوت کے قرآنی اصول'' ہے۔

دوسری کتاب، مولانا عبدالصمد رحمانی کی ''قرآن محکم'' ہے، جس میں نسخ آیات کی بحث کو حضرت شاہ ولی اللہ اور ماہرین علوم قرآن کی تحقیقات کی روشنی میں مرتب اور واضح کیا گیا ہے۔

مجلس معارف القرآن کی سب سے اہم اشاعت: جائزہ تراجم قرآنی ہے، جس کا اجمالی تذکرہ آچکا ہے۔ اس کے مؤلفین میں مولانا سالم صاحب کے علاوہ، مولانا عبدالرؤف عالی (فرزند مولانا عبداللطیف صاحب پورقاضوی، سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور) اور جناب سید محبوب رضوی صاحب شامل تھے۔

جائزہ تراجم قرآنی وقت گزر جانے کے ساتھ ایک علمی دستاویز کی صورت اختیار کرگئی ہے۔ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، خصوصاً اردو ترجموں کے حوالہ سے، ہند پاکستان، بنگلہ دیش میں قریب کے دور کی بیسیوں کتابوں، علمی، تحقیقی، تصنیفی مقالات میں، اس کتاب ''جائزہ تراجم قرآنی'' کا حوالہ کثرت سے آتا ہے۔

جائزہ تراجم قرآنی: قرآن کریم کے اردو، فارسی، انگریزی اور دوسری ہندوستانی اور عالمی زبانوں میں ترجموں اور تفاسیر وغیرہ کی رہنمائی کرتا ہے اس کتاب میں ان کا تذکرہ اور تعارف شامل ہے۔

اگرچہ اس کی بہت شہرت ہوئی اور ہر جگہ اس سے کثرت سے استفادہ کیا گیا لیکن اس کی نئی اور بہتر طباعتوں پر توجہ نہیں گئی، لمبے وقفہ کے بعد تقریباً دو سال پہلے، ایک ادارہ نے اس دوبارہ شائع کیا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس کو نظر ثانی، تصحیح کے اہتمام اور بعض ضروری ترمیمات واضافوں کے بعد اعلیٰ

(۱) تعارف مجلس معارف القرآن ص: ۷

علمی معیار پر شائع کیا جائے تاکہ اس سے استفادہ تازہ اور نفع عام ہو۔

جائزہ تراجم قرآنی مجلس معارف القرآن کی مطبوعات میں ساتویں کتاب تھی، معارف القرآن کی مطبوعات میں حضرت مولانا نانوتوی کی ''تفسیر معوذتین'' کا عربی ترجمہ ہے، حضرت مولانا نانوتوی کی تفسیر معوذتین، جو فارسی میں اسرارِ قرآنی کے نام سے شائع ہوئی تھی، اس کا عمدہ عربی ترجمہ مجلس معارف القرآن نے شائع کیا تھا تفسیر معوذتین کا یہ ترجمہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ (اگست ۱۹۶۶ء) میں شائع ہوئی تھی۔

مجلس معارف القرآن نے حضرت مولانا نانوتوی کی اور بھی کئی کتابیں، حجۃ الاسلام، انتصار الاسلام، قبلہ نما کی تسہیل وتشریح کرا کر سلیقہ سے شائع کیں، تسہیل وتشریح کا کام علوم ولی اللّٰہی اور علوم قاسمی کے ایک بڑے باخبر صاحب نظر، فاضل مولانا اشتیاق احمد صاحب نے کیا تھا۔

حجۃ الاسلام، مکمل افادات: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

تسہیل وتشریح: مولانا اشتیاق احمد صاحب (۱)

مطبوعہ: مجلس معارف القرآن، دیوبند ۱۳۸۶ھ (۱۹۶۷ء) صفحات: ۱۷۶

قبلہ نما افادات: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

تسہیل وتشریح: مولانا اشتیاق احمد صاحب مطبوعہ: ۱۳۸۹ھ (۱۹۶۹ء) صفحات: ۴۰۶

اسی سلسلہ کی ایک اور اشاعت ''حکمت قاسمیہ'' ہے، یہ گویا حضرت نانوتوی کے علوم ومعارف کا ایک تعارف ہے، جو مولانا قاری محمد طیب صاحب نے مرتب کیا تھا۔ مجلس معارف القرآن نے اور بھی کئی کتابیں چھاپیں، ان میں ڈاکٹر میر ولی الدین کی ایک نہایت مفید اور پر تاثیر کتاب ''مدارج سلوک'' بھی شامل تھی، لیکن معارف القرآن کی خدمات اور طباعتوں کا سلسلہ جلد ہی منقطع ہو گیا تھا اس نے جو بہت بڑے اور اعلیٰ درجہ کے علمی منصوبے بنائے تھے وہ تمام روبہ عمل نہ آ سکے، مگر امید ہے کہ ان کے کاغذات اور مسودات محفوظ ہوں گے اور مولانا شکیب قاسمی صاحب ان کی جمع وترتیب اور اشاعت پر پوری توجہ فرمائیں گے۔ (جاری)



(۱) مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبند میں فکر ولی اللّٰہی کے بڑے ماہر تھے، انہوں نے مولانا عبدالشکور فاروقی کے ترجمہ ازالۃ الخفاء کو مکمل کیا اور حضرت مولانا نانوتوی کی کتابوں پر بڑا کام کیا ہے، جو اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

آخری قسط

خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ کی

علمی، تحریری، تصنیفی، اشاعتی، تعلیمی خدمات

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی ❖

(۳) جامعہ دینیات مقاصد، تعارف اور خدمات

مولانا سالم صاحب کا ایک بڑا علمی کارنامہ، جس سے نئی نسلوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو خصوصاً بہت فائدہ ہوا، جامعہ دینیات کا قیام ہے، مولانا نے ان لوگوں کے لئے جن کو دین کی صحیح معلومات کا جذبہ ہے اور آگے بڑھنے کا خیال ہے، ان کے لئے نہایت ایک بہت مفید اور عمدہ نصاب مرتب کر کے، سالانہ امتحانات کا اہتمام کیا تھا، جس میں ابتدائی دینیات، عالم دینیات، ماہر دینیات اور فاضل دینیات کے عنوانات سے امتحانات ہوتے تھے، ہر اک مرحلہ کے لئے الگ الگ نصاب اور امتحانات کی ترتیب تھی، مثلاً:

ابتدائی دینیات میں

☆ تعلیم الاسلام کے چاروں حصے

☆ مولانا اصغر حسین صاحب کی چہل حدیث

☆ مولانا فرید الوحیدی کی رسول عربی [ﷺ]

☆ شعبۂ اردو علی گڈھ کا ابتدائی اردو نصاب

اور معلومات عامہ کے لئے، تاریخ ہند کے سبق، اس کا چوتھا پرچہ خصوصی پرچہ ہوتا تھا، جو ابتدائی پرچوں میں ناکامی کے بعد، ان کی تلافی کرتا تھا۔

پانچواں پرچہ اختیاری تھا، جس میں انگریزی ہندی کی ابتدائی کتابیں تھیں۔

❖ مدیر سہ ماہی ''احوال و آثار'' و ناظم نور الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ

دوسرا درجہ عالم دینیات کا تھا

جس میں

☆ عقائد اسلام

☆ نورالایضاح کا اردو ترجمہ

☆ تفسیر وحدیث کے لئے درس قرآن اور مشعل راہ [مجموعۂ احادیث]

تیسرا پرچہ سیرت کا ہوتا تھا، جس میں مولانا مفتی محمد شفیع کی سیرت خاتم الانبیاء ﷺ اور سیرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

چوتھا پرچہ، اردو صرف [Conjugation] اسی میں علامہ اقبال کی ''تصویر درد'' اور مطیع الرحمٰن صدیقی صاحب کی ''روح درد'' بھی تھی۔

پانچواں پرچہ خصوصی تھا، جس میں قاری طیب صاحب کی تین کتابیں:
شان رسالت، سائنس اور اسلام اور فلسفۂ نماز شامل تھیں۔

چھٹا پرچہ اختیاری تھا، ہندی اور انگریزی کا

نصاب ماہر دینیات

اس کے نصاب میں

☆ عقائد اسلام، تالیف مولانا محمد ادریس کاندھلوی

☆ اشراق نوری، ترجمہ قدری [حنفی امیدواروں کے لئے]

☆ المبسوط تابیان جماعت [صرف شافعی امیدواروں کے لئے]

☆ دوسرا پرچہ تفسیر کا تھا، جو پارہ عم نصف اول پر مشتمل تھا۔

تیسرا پرچہ انتخاب، صحاح ستہ کا تھا، [باستثناء مقدمہ وکتاب الفرائض] اسی کے ساتھ حجیت حدیث مولانا مناظر احسن گیلانی کا مضمون بھی شامل تھا۔

چوتھا پرچہ تاریخ کا تھا ہندوستان شاہان مغلیہ کے عہد میں اور مسلم حکومتوں کی رواداری [حصہ اول]

پانچواں پرچہ اردو ادب کا تھا، ''خضر راہ'' اور ''گلدستہ مضامین'' اور ''اردو نحو'' تالیف: ڈاکٹر انصار اللہ صاحب

چھٹا پرچہ ''اسلام کا اخلاقی نظام'' اور التشبہ فی الاسلام'' کا حصہ اول

ساتواں پرچہ،عربی کا تھا''معلم الانشاء''یااس کے برابرکوئی انگریزی ریڈر یاہندی کی کتاب دینی تعلیم کا رسالہ:۶،۷

نصاب فاضل دینیات

اس میں پہلا پرچہ عقائد وفقہ کا تھا،جس میں حنفی امیدواروں کے لئے،احسن المسائل[ترجمہ کنز] کے مختلف حصے اور صرف شافعی امیدواروں کے لئے،مبسوط[بیان جماعت سے ختم کتاب تک]

دوسرا پرچہ،علوم قرآن کا تھا،جس میں وحی الٰہی اور تدوین قرآن شامل تھے۔

تیسرا پرچہ علوم حدیث کا تھا،جس میں معارف المشکوٰۃ[حصہ اول ودوم] اور حدیث رسول کا قرآنی معیار

چوتھا پرچہ دعوت وتبلیغ کا تھا،جس میں قاری محمد طیب کی دینی دعوت کے قرآنی اصول اور حضرت مولانا تھانوی کی تعلیم الدین شامل تھی۔

پانچواں پرچہ،تاریخ کا تھا،جس میں ہماری بادشاہی،ہماری تاریخ وتمدن تھی۔

چھٹا پرچہ ادب اردو کا تھا،جس میں نقوش اقبال کے اکثر حصے،اردو ادب کی تاریخ اور نقوش ادب شامل تھیں۔

ساتواں پرچہ خصوصی تھا،اس میں فلسفہ نعمت ومصیبت[مکمل]اور خاتم النبیین شامل تھی۔

آٹھواں پرچہ اختیاری تھا،جس میں معلم الانشاء حصہ دوم سوم،یااس کے ہم مرتبہ انگریزی یا ہندی کی ریڈر اور تعلیم الاسلام:۸،۹ تھی۔[1]

جامعہ دینیات کے اس نصاب اور امتحانات کو،کشمیر یونیورسٹی،علی گڈھ،مسلم یونیورسٹی اور کئی یونیورسٹیوں نے،جن کی تفصیل جامعہ دینیات کے قواعد ونصاب امتحانات میں درج ہے،منظور کرلیا تھا،جس سے ایک بہت بڑی سہولت یہ ہوگئی تھی،کہ جامعہ دینیات سے عالم دینیات میں کامیاب ہونے والے امیدوار،مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے انگریزی میں ہائی اسکول اور کشمیر یونیورسٹی سے بھی پری یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتے تھے۔

ماہر دینیات کے فارغین،علی گڈھ مسلم یونیورسٹی اور کشمیر یونیورسٹی سے،پری یورنیورسٹی سے بی اے حصہ اول (Part 1st) میں داخلہ لے سکتے تھے،فاضل دینیات سے فارغ ہونے والے علی گڈھ اور

(۱) یہ تمام معلومات قواعد نصاب امتحانات،جامعہ دینیات ۱۹۷۷ء سے لی گئیں ہیں۔

یونیورسٹی آف کشمیر سے بی اے کا امتحان اور جامعہ دینیات سے فاضل دینیات کے فارغ انگریزی میں ایم اے کر سکتے تھے، نیز فاضل دینیات کی سند پر بی اے کرنے والے امیدوار یونیورسٹی میں داخلہ لے کر بی ٹی ایچ (B T H) کی ڈگری حاصل کر سکتے تھے، اور فاضل دینیات اردو کی سند پر بی اے کرنے والے مسلم یونیورسٹی سے ایل ایل بی (L L B) کر سکتے تھے، فاضل دینیات اردو کے بعد انگریزی میں بی اے اور ایم کرنے والے طلباء کو، پی ایچ ڈی (P H D) کے لئے داخلہ مل جاتا تھا، تقریباً اسی طرح کے امتحانات کا معاملہ کشمیر یونیورسٹی کا بھی تھا۔ کشمیر یونیورسٹی میں بھی جامعہ دینیات کے مختلف درجوں کے طلبہ کے لئے، تعلیم وترقی کے بے حد مواقع تھے۔

جامعہ دینیات کی اہمیت، افادیت اور وسعت کا اس سے اندازہ کیجئے کہ ۱۹۸۰ء میں اس کے پورے ہندوستان میں سو سے زائد سینٹر تھے، اور اس سے متعلق اس وقت جو اشتہارات شائع ہوئے، اس میں صراحت ہے کہ جامعہ دینیات کے مختلف امتحانات میں، اٹھاسی ہزار (۸۸۰۰۰) سے زیادہ لڑکے اور لڑکیاں شریک ہوکر فائدہ اٹھا چکے ہیں، جس میں غیر مسلم طلباء اور طالبات بھی شامل تھے۔

جامعہ دینیات کا یہ نظام ونصاب ایسا تھا کہ اگر یہ باقی رہتا اور آگے بڑھتا رہتا، تو ملک کے بے شمار بچوں اور نوجوانوں کے لئے ضروری اسلامی، دینی تعلیمات اور تاریخ وغیرہ سے واقفیت کا بہت اچھا ذریعہ تھا جو اپنی لیاقت وصلاحیت کو بڑھانے میں بھی، بے حد مددگار ثابت ہوتا۔

خیال رہے کہ جامعہ دینیات کا آغاز تقریباً ۱۹۷۰ء میں ہوا تھا، جو ۹۰ء تک بڑی کامیابی سے چلا، بعد کا زیادہ حال مجھے معلوم نہیں، لیکن یہ ضرور محسوس ہوتا ہے کہ ذمہ داران دارالعلوم نے، جس ضرورت کا اب سے پچاس سال پہلے ایسا احساس کرلیا تھا اور اس کے لئے ایسا بڑا وسیع نظام بنا کر، اس کو ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا تھا، آج ایسے نظام کی اس وقت سے زیادہ ضرورت ہے، مگر افسوس کہ اب اس کی آواز لگانے والا کوئی نہیں، ضرورت ہے کہ اس نظام کو اور اس جیسے نظام بنا کر چلائے جائیں اور آگے بڑھا جائے، جس سے مسلمان بچوں اور بچیوں کی تعلیم کا مسئلہ حل ہو اور وہ بہترین مسلمان، بہترین انسان بن کر زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوں۔

(۴) مولانا سالم صاحب نے، جامعہ دینیات کے قیام کے کچھ دنوں بعد، ایک پندرہ روزہ اخبار بھی ''میقات'' کے نام سے جاری کیا تھا، یہ اخبار اکثر آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا اور تقریباً سات آٹھ سال جاری رہا۔ امید ہے کہ اس کی تفصیلات بعد کے مقالات میں سنیں گے۔

